تحریر: عبدالغفار شیخ - ایگزیکٹو انجینئر گیس ٹربائن پاور اسٹیشن واپڈا
کوٹڑی (سندھ)

وادیٔ سندھ کا مصنوعی حج

لواری کی ایک جاہلانہ بدعت جسے دوبارہ زندہ کرنے کی سعی ہو رہی ہے

وادیٔ مہران (سندھ) کو برصغیر میں یہ شرف حاصل ہے کہ جنوبی ایشیا میں سب سے پہلے اسلام کی ضیا پاشیوں سے یہ خطہ منور ہوا۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم۔ تابعین اور تبع تابعین کے مقدس قدموں کو چومنے کا شرف اسے حاصل ہوا۔ یوں تاریخ میں "باب الاسلام" بننے کا لافانی، لازوال اور قابلِ فخر اعزاز سندھ کو ملا۔ پہلی صدی ہجری کے دوسرے نصف عشرہ میں ہی سندھ کی اکثریت نے آغوشِ اسلام میں پناہ لی اور اسلام کی حقانیت کو صدقِ دل سے تسلیم کر لیا۔ اور پھر جو انتھک و ناقابلِ فراموش خدمات اسلام کے لئے سرانجام دیں وہ رہتی دنیا تک سندھیوں کے اسلام سے بے پناہ محبت و شیفتگی کا بیّن ثبوت ہیں علم القرآن۔ علم الحدیث۔ علم الفقہ۔ منطق۔ فلسفہ۔ قرأت۔ تجوید۔ تاریخ۔ شریعت۔ طریقت اور اجتہاد کے میدان میں وہ کارہائے نمایاں انجام دئے جو اب بھی منارۂ نور ہیں۔

وادیٔ سندھ کو صوفیائے کرام۔ اولیائے عظام۔ فقراء اور درویشوں کی سرزمین بھی کہا جاتا ہے۔ یہ حقیقت بھی ہے کہ مجاہدینِ اسلام کے ساتھ ساتھ ان مقدس ہستیوں اور نیک نفوس نے اسلام کی تبلیغ کے لئے بے پناہ صعوبتیں برداشت کیں اور لاکھوں گمراہوں۔ خطاکاروں۔ بدکاروں اور سیہ کاروں نے ان کے آغوشِ رحمت میں سکونِ قلب پا کر اسلام کو اپنایا۔ آج بھی ہر سندھی مسلمان ان صوفیوں کا گرویدہ، عقیدت مند۔ نیازمند اور نام لیوا ہے۔ وادیٔ سندھ کی تقریباً ہر شہر۔ قصبہ۔ ضلع اور علاقے میں ان کی آخری آرام گاہیں ہیں۔ جہاں روحانیت کے متلاشی حقیقت کی تلاش میں اپنی اپنی تشنگی بجھانے کے لئے قریب و دور سے آتے ہیں۔

ان مقدس ہستیوں کے مزارات میں سے ایک لواری شریف میں ہے جو ضلع بدین میں واقع ہے یہاں نقشبندیہ سلسلے کے بزرگوں کے مزارات اور خانقاہیں ہیں۔ کسی زمانے میں رشد و ہدایت کے چشمے یہاں سے

پھوٹتے تھے۔ دینِ اسلام کو پھیلانے میں اس خانقاہ اور اس کے لائق و فائق بزرگوں نے حتی المقدور کوششیں کیں۔ یہاں بڑے بڑے جیّد علمائے دین، محدثین اور فقہائے اکتسابِ فیض حاصل کرنے کے لئے زانوئے تلمذ تہہ کیا اور یہ خانقاہ خلافِ شریعت و خلافِ عقل افعال، بدعاتِ سیاہ، خرافات اور بے ہودگیوں سے مبرّا رہی۔ بلکہ اس درسگاہ سے توحید، ذکر، شریعت و طریقت اور معرفت کے وہ گنجہائے گراں مایہ لٹائے گئے جن سے خوش بختوں نے اپنی جھولیاں بھریں۔ اور دنیا و آخرت سنواری۔

جب دین میں بہت زیادہ بگاڑ پیدا ہو گیا تو رشد و ہدایت کے ادارے بھی بے عمل ہو گئے اور غیر مسلموں کے اثراتِ بد میں رنگ کر مسلمانوں نے بھی اپنے فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی شروع کر دی۔ انہوں نے بھی سوچا کہ اسلام کی راہ میں سختیاں جھیلنے کی بجائے کیوں نہ کوتاہی اور بے عملی کو اپنایا جائے اور دنیا کو مقصدِ حیات سمجھنے والوں نے جو گُل کھلا کر فتنہ و فساد برپا کیا اس کا اسلام میں کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔

برصغیر کے مسلمان عموماً اور سندھ کے مسلمان خصوصاً قبر پرست، مُردہ پرست اور پیر پرست واقع ہوئے ہیں۔ لہذا دنیا کے بھوکے طالبوں نے سب سے آسان راہ یہی سمجھی کہ سادہ لوح اور بھولے بھالے مسلمانوں کو بے وقوف بناؤ۔ اور اپنی شکموں کے دوزخ کا مستقل بندوبست کرو۔ گویا انہوں نے اسلام کا نام اپنی نمود و نمائش اور معاشرے کو آبرو باختہ۔ بے حس اور بے عمل بنانے کے لئے استعمال کیا۔

حج اسلام کا پانچواں اور بڑا اہم فریضہ ہے۔ جس کی ادائیگی پر صاحبِ استطاعت اور مالدار مسلمانوں کے لئے لازمی ہے۔ مگر برا ہو خواہشاتِ نفسانی کا کہ لواری شریف کی عظیم درگاہ کے سجادہ نشینوں نے سادہ لوح دیہاتیوں اور جاہل، کم عقل، کم فہم مسلمانوں کو یہ باور کرا دیا کہ اگر ہر سال وہ لواری شریف کے عرس میں شامل ہوں اور فریضہ حج کے چند ارکان کی بھونڈی نقل اتاریں تو وہ نہ صرف "حاجی" کہلائیں گے بلکہ "ناجی" بھی ہو جائیں گے یعنی حج کی ادائیگی کے ساتھ ان کی نجات بھی ہو گئی۔ کتنا آسان اور سستا نسخہ تھا جسے کاروباری طور پر خوب چلایا گیا۔ اور اسلام کے بنیادی رکن پر کاری ضرب بھی لگائی گئی۔ اور یہ سلسلہ ۱۹۳۰ء سے لے کر ۱۹۳۴ء تک کسی نہ کسی طرح چلتا رہا۔

اللہ تعالیٰ غریقِ رحمت کرے اور اپنی جوارِ رحمت میں جگہ دے ان علمائے کرام، عوام و خواص کو جن کی سعیٔ پیہم اور ان تھک و بے لوث جدوجہد سے پورا برصغیر آشنا ہو گیا۔ ہر مکتبۂ فکر کے علماء حق نے اس مذموم حرکت کے خلاف تحریک چلائی۔ اور نتیجتہً ۱۹۳۹ء میں مرحوم اللہ بخش وزیر اعلیٰ سندھ کی کابینہ نے اس پر فوری پابندی عائد کر کے اس فتنۂ عظیم کا استیصال کر دیا۔ اور خدا کے فضل و کرم سے ۱۹۳۹ء سے لے کر یعنی ۴۵ برسوں سے اس مصنوعی حج پر پابندی ہے۔ مگر اب پھر چند سالوں سے لواری

شریف کے سجادہ نشین اور ان کے حواریوں کی جانب سے ہر سال دو دو صفحات کے اشتہارات اور ضمیمے پاکستان کے قومی و علاقائی اخبارات میں چھپوائے جا رہے ہیں۔ اور پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے کہ ۱۹۳۹ء میں صوبہ سندھ میں کانگرس کی وزارت تھی لہذا اس نے عرس بند کرا دیا تھا۔ اب چونکہ اسلامی حکومت ہے لہذا ہمیں پھر کھل کھیلنے کا موقع ملنا چاہیئے۔ لہذا اس مضمون میں ڈرامہ حج پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ تاکہ سندھ کے ہر ہوشمند مسلمان کی آنکھیں کھل جائیں اور آئندہ یہ خرافات وہاں کسی قیمت پر بھی شروع نہ ہو سکیں۔

لواری میں مصنوعی حج کے فتنہ کے خلاف درج ذیل علماء، مشاہیر اور سیاستدانوں نے شاندار جدوجہد چلائی۔

۱۔ جنگِ آزادی کے عظیم رہنما مولانا محمد صادق کھڈہ والے۔ ۲۔ شیخ الہند و شیخ الحدیث مولانا حسین احمد مدنیؒ۔ ۳۔ مولانا حکیم فتح محمد سیوہانیؒ۔ ۴۔ مولانا محمد عثمانؒ۔ ۵۔ حافظ محمد عثمانؒ۔ ۶۔ مولانا حاجی احمدؒ ۷۔ مولانا خیر محمد نظامانیؒ۔ ۸۔ مولانا عبدالغفور سیتائیؒ۔ ۹۔ مولانا عبدالحق ربانی نصر پوری۔ ۱۰۔ پیر محمد ہاشم مجددی سرہندیؒ۔ ۱۱۔ مولانا دین محمد وفائی۔ ۱۲۔ علامہ عنایت اللہ خاں المشرقی۔ ۱۳۔ جی۔ ایم سید صاحب وغیرہ

۲۴-۱۹۲۲ء میں لواری کے مرحوم سجادہ نشین نے اپنے بڑوں پر صلوٰۃ (درود شریف) پڑھنے کا آغاز کیا یعنی جس طرح ہر مسلمان حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین پر "درود شریف پڑھنا باعث ثواب سمجھتا ہے اسی طرح لواری کے پیر نے کہا کہ ہمارے جدا مجد محمد زمان نقش بندی پر صلوٰۃ پڑھنا ضروری ہے اور باعث ثواب و نجات ہے۔ پھر نوبت یہاں تک پہنچی کہ اس مرحوم سجادہ نشین نے اپنے مورثِ اعلیٰ کو امام الرسل سید اولادِ آدم۔ شاہِ پیغمبراں وغیرہ جیسے القاب سے پکارنا شروع کر دیا۔ حالاں کہ یہ القاب و آداب صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس ذات کے ساتھ مخصوص ہیں۔ جب دیکھا کہ سادہ لوح و جاہل لوگوں نے اس خرابی کو ہضم کر لیا ہے اور کوئی صدائے احتجاج بلند نہیں ہوئی تو پھر اپنے مورثِ اعلیٰ محمد زمان کے لئے جلّ جلالہٗ، جلّ شانہٗ اور جلّ سلطانہٗ جیسے القاب سے نواز کر ذاتِ باری تعالیٰ کی صفات کا حامل ٹھہرا کر شرک پھیلانا شروع کر دیا۔

اپنے مورثِ اعلیٰ بزرگ پر درود پڑھانے اور صفات باری تعالیٰ میں شریک کرنے کے بعد اسلام کے بنیادی رکن "حج" کی نقل اتارنا شروع کر دی۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ آثارِ مقدسہ جنہیں اسلامی اصطلاح میں شعائر اللہ کہا جاتا ہے ان کی توہین اس طرح کی گئی کہ قصبہ لواری کو "مکہ مکرمہ" اس کے نزدیک ایک چھوٹے سے گاؤں کو "مدینہ منورہ"۔ لواری کے ایک کنوئیں کا نام "چاہ زمزم" ایک میدان کا نام "عرفات" ایک قبرستان کا نام "جنت البقیع" رکھ کر ۹ ذی الحجہ کے روز ایک بڑے منبر پر چڑھ کر خطبہ حج پڑھا جاتا تھا۔ لواری میں داخل ہونے والے ہر کس و ناکس کو مثلِ حرم کعبہ میں داخل

ہونے کے امکان میں سمجھا جاتا تھا۔ اس کارگزاری سے فارغ ہونے کے بعد مرحوم پیر صاحب اپنی زبان سے سب حاضرین کو "حج" کی مبارک باد پیش کرتے اور پھر سب مریدین آپس میں ایک دوسرے کو حج کی مبارک باد دیتے۔ اور "حاجی" کے لقب سے پکارتے۔

یہ ظلی، بروزی اور نقلی و مصنوعی حج بڑے اہتمام اور انتظام کے ساتھ ہو بہو حج کی کاربن کاپی ہوتا تھا جس طرح میدانِ عرفات میں حاجی لوگ خیمے لگا کر رہتے ہیں اور وہاں حج کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔ اسی طرح یہاں پر بھی کچھ جھونپڑیاں اور خیمے نصب کرا کر عرفاتی کیمپ بنائے جاتے تھے۔ جس طرح میدانِ عرفات میں خطبہ پڑھا جاتا ہے۔ بالکل اسی طرح لواری کے اس میدان میں بھی ظلی حج کا ظلی خطبہ پڑھا جاتا تھا۔ اور یہ خطبہ ٹھیک دو بجے دوپہر ۹ ذی الحجہ کو پڑھا جاتا تھا۔ چونکہ حدیث مبارکہ میں ارشاد ہوتا ہے کہ حج کی صحیح ادائیگی کے بعد مسلمان گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے کہ گویا وہ ماں کے پیٹ سے ابھی پیدا ہوا ہے۔ اسی طرح اس مصنوعی حج کی بھونڈی ادائیگی کے بعد مریدین لواری اپنے آپ کو گناہوں سے بالکل پاک اور پوتر سمجھتے تھے۔

۱۹۳۲ء میں سندھ کے مشہور و معروف تحریک آزادی کے رہنما اور آبروئے قلم مولانا دین محمد وفائی صاحب مرحوم خاص طور پر سجادہ نشین کی دعوت پر وہاں تشریف لے گئے۔ جو صورتِ حال انہوں نے وہاں چشم خود ملاحظہ کی، اسے بڑے کرب و درد کے ساتھ اپنے رسالہ "توحید" ماہ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ کے صفحات ۴۱، ۴۲ پر قلم بند کیا۔ ضروری اقتباسات درج ذیل ہیں۔

قلعہ کے دروازے کے ساتھ ساتھ کئی جھونپڑیاں لگائی گئی تھیں۔ جہاں سجادہ نشین بزرگ کا کیمپ ہے۔ اور مقابل طرف کو تمام زائرین و مسافرین کے لئے بھی جھونپڑیاں الگ نصب کی گئی تھیں۔ پیر صاحب کے کیمپ اور عوام کے کیمپ کے درمیان رسی باندھ کر دونوں کے درمیان حد فاصل بنائی گئی تھی۔ قلعہ کے دروازے کے ساتھ ایک وسیع میدان میں ایک بڑا منبر رکھا گیا تھا جس پر خطبہ حج پڑھا گیا۔ قلعہ کی دیواروں پر دو بڑے بورڈ آویزاں تھے جن میں سے ایک پر یہ عبارت لکھی ہوئی تھی۔

"خطبہ حج تین بجے پڑھا جائے گا"

دوسرے پر یہ الفاظ تھے۔ "حج کے دن اور دس تاریخ عید الاضحیٰ نماز تک ٹھہر کر اس کے بعد روانہ ہو جانا اور برکت حاصل کرنا"

مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ حج کا خطبہ کراچی والے مولوی ظہور الحسن درس نے پڑھا تھا۔ جس میں نے اس خطبہ کے متعلق دریافت کیا۔ جس کے جواب میں اس نے ایک مطبوعہ کتاب جس کا نام "خطبات رضویہ" تھا۔ یہ

کتاب کسی بریلوی عالم کی لکھی ہوئی تھی۔ مولوی ورس نے ایک خطبہ بھی دکھایا اور کہا کہ میں نے یہ خطبہ پڑھا وہ خطبہ ذی الحجہ کی عید کا تھا۔ اور بس۔

اسی سلسلے میں درگاہ لواری شریف کے بڑے پیر صاحب یعنی سلسلہ لواریہ کے بانی (موسٰی اعلیٰ) کے مقبرے کے دیکھنے کا بھی اتفاق ہوا۔ جو اسی قلعہ کے اندر ایک گنبد میں ہے۔ اس وقت گنبد کا دروازہ بند تھا۔ کتنے ہی آدمی گنبد کے دروازے کے سامنے رخ کرکے دوزانو باادب بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے دیکھا کہ کتنی ہی عورتیں گنبد کے آستانے کو سجدہ کی حالت میں پڑ کر سر جھکا کر چوم رہی تھیں۔ ایک شخص جو متعین تھا، کہہ رہا تھا کہ جلدی جلدی سر اٹھاؤ تاکہ دوسرے اس عبادت میں مشغول ہوں۔ میرے ساتھ میاں فضل احمد مرید لواری تھا۔ وہ کھڑے کھڑے دروازے کو چوم کر مجھے کہنے لگا کہ میرا عقیدہ تو یہ ہے۔ میں نے اسی وقت جواب میں کہا کہ عبادت و حصول ثواب کے ارادہ سے چومنا صرف کعبۃ اللہ کے لئے مخصوص ہے دوسری جگہ ایسا کرنا گناہ بلکہ میرے عقیدے کے مطابق شرک ہے۔

گنبد کے مغربی جانب ایک عالی شان مسجد ہے جس کا بلند و رفیع مینار کئی میلوں کی مسافت سے دیکھا جا سکتا ہے۔ وہ بھی بند تھی۔ کہا گیا کہ یہ مسجد اس لئے بند ہے کہ کہیں مسجد میں جانے والے لوگ کسی ناگہانی حادثہ کا شکار نہ ہوں۔ یہ بھی کہا گیا کہ لوگ نمازیں مقبرہ والے گنبد کی طرف منہ کرکے پڑھا کرتے ہیں۔

میں نے درگاہ کے ایک خاص معتقد کو جو مجھے مختلف مکانات دکھا اور بتا رہا تھا صاف کہہ دیا کہ قبر کے سامنے رخ کرکے نماز پڑھنا شرعاً ہرگز جائز نہیں۔ بہتر ہے کہ اس کو بند کیا جائے۔

جب ہم یہ سیر کرکے قلعہ کے دروازے پر واپس پہنچے تو میرے ایک دوست نے مذاقیہ لہجے میں کہا۔ کہ آپ زمزم پیتے چلیں۔ مجھے بھی پیاس تھی، پانی پینا تھا۔ وہاں پر مجھے ایک کنواں دکھایا گیا جسے زمزم کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ مگر مجھے تحقیق کے ساتھ معلوم نہ ہو سکا۔ کہ لوگ اس کو عقیدت مندی و ایمانداری کے ساتھ زمزم کہتے ہیں یا فقط زبانی طور پر۔ ہاں لوگوں کو آپس میں حج کی مبارک بادیاں کہتے ہوئے میں نے اپنے کانوں سے سنا۔ طواف و احرام کی حالت میں کسی کو نہیں دیکھا۔ مرد اور عورتیں بڑی تعداد میں آئے مجھے اخیر تک یہ معلوم نہ ہو سکا کہ حج کا خطبہ کیوں پڑھا گیا۔ اور حج کی مبارک بادیں کیوں دی جاتی تھیں۔ اور ۹ ذی الحج کو ہی کیوں اس قسم کے اجتماع کے لئے مخصوص کیا گیا۔

یہ وہ حقیقت ہے جو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھی۔ جس کے اظہار سے کوئی طاقت مجھے روک نہیں نہیں سکتی۔ کیونکہ ہر انسان کو اپنے پروردگار سے سروکار ہے۔ حق کی شہادت پیش کرنے کے لئے قرآن پاک میں ارشاد باری ہے :۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ وَلَوْ عَلَى أَنفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ

اے ایمان والو! پوری استقامت کے ساتھ انصاف پر ڈٹے رہو، خدا کے لئے گواہ بن کر، اگرچہ وہ شہادت اپنے اوپر دینی پڑے یا ماں باپ کے اوپر یا رشتہ داروں کے اوپر۔

مولانا دین محمد وفائی مرحوم کے مندرجہ بالا اقتباسات سے درج ذیل باتیں ثابت ہوتی ہیں :۔

۱۔ لواری میں ایک وسیع و عریض میدان حج کے خطبہ کے لئے مقرر کیا جاتا ہے جس میں ایک بڑا منبر بھی رکھا جاتا ہے۔

۲۔ حج کا خطبہ اسی میدان میں اسی منبر پر چڑھ کر مریدین کو سنایا جاتا ہے۔

۳۔ میدان عرفات کی طرح یہاں بھی جھونپڑیاں اور خیمے نصب کئے جاتے ہیں۔

۴۔ لوگ گنبد کے دروازے کی طرف منہ کر کے التحیات کی طرح دو زانو با ادب بیٹھتے ہیں۔

۵۔ مستورات گنبد کے آستان کو سجدہ کر رہی تھیں۔

۶۔ پیر لواری کا ایک خاص گماشتہ لوگوں کو کہہ رہا تھا جلدی جلدی سجدہ سے سر اٹھا دو تاکہ دوسرے لوگ بھی یہ عبادت بجا لائیں۔

۷۔ لوگ بڑے پیر صاحب (مورث اعلیٰ) کے مقبرہ والے گنبد کی طرف منہ کر کے فرض نماز کی ادائیگی کرتے ہیں جبکہ صرف کعبۃ اللہ (قبلہ) کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی جاتی ہے۔

۸۔ ایک کنوئیں کو زمزم کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

۹۔ زائرین خطبۂ حج سنتے ہیں اور ختم ہونے کے بعد ایک دوسرے کو حج کی مبارک باد دیتے ہیں۔

مندرجہ بالا امور تو وہ ہیں جو پیر لواری کے معزز مہمان مولانا دین محمد وفائی مرحوم کی چشم دید گواہی سے ثابت ہیں۔ اس کے علاوہ دوسرے ثقہ راویوں اور گواہوں کے بیانات " کلمۃ الحق " (جماعت لواری کے عقائد باطلہ اور مصنوعی حج کی تحقیق و تردید) مصنفہ حضرت مولانا محمد صادق صاحب مرحوم بانی و مہتمم مدرسہ مظہر العلوم کھڈہ کراچی کے صفحات نمبر ۱۲ تا ۱۵ میں بھی درج ہیں۔ راقم الحروف صرف صفحہ ۱۲، ۱۳ کے مندرجہ ذیل اقتباسات نقل کر رہا ہے :۔

(۱۳) ثقہ و معتمد علیہ راوی بیان کرتا ہے کہ اس گنبد کے دامن کو ایک غلاف پہنایا ہوا تھا، جس کی ساری سطح و بساط پر سلطان الاولیاء، جل جلالہٗ، جل شانہٗ، جل سلطانہٗ کے کلمات لکھے ہوئے تھے۔ ۱۴۔ وہی راوی روایت کرتا ہے عام طور پر لوگ قصبہ لواری کو مکہ اور مرحوم پیر صاحب کے گاؤں کو مدینہ اور ایک میدان کو عرفات کہتے تھے۔ ۱۵۔ وہی

معتمد علیہ راوی کہتا ہے کہ مجھے اچھی طرح سے معلوم ہوا ہے کہ پیر صاحب کے مرید اس مصنوعی حج کو حقیقی حج کے برابر سمجھ کر فی الواقعہ حاجی اور مبارک باد کا مستحق سمجھتے تھے۔ بلکہ بعض مرید تو اس مصنوعی حج کو حقیقی حج سے بھی زیادہ سمجھتے تھے۔

راوی کہتا ہے کہ اس نے اپنی آنکھوں سے ایسے مریدوں کے چند ایسے خطوط دیکھے جو حقیقی حج کی نعمت سے تو اب تک محروم تھے مگر باوجود اس کے اس مصنوعی حج کی وجہ سے خط و کتابت میں ان کو حاجی لکھا گیا تھا۔

۱۶۔ اس نے چشم دید و گوش شنید روایت کی کہ مولوی ظہور الحسن درس نے جو خطبہ پڑھا تھا اس میں سلطان الاولیاء کی تعریف اور قصبہ لواری کی ثنا و صفت تھی۔ ۱۷۔ وہی ثقہ راوی کہتا ہے کہ میں نے پیر صاحب کے خاص مریدوں کی خالص مجلس میں بارہا ایسی گفتگو اور خیالات ظاہر کرتے ہوئے سنا جس سے صریح طور پر معلوم ہوتا تھا کہ اس کا عقیدہ ہے کہ قصبہ لواری حقیقی طور پر مکہ و مدینہ سے افضل ہے۔ وہ علی الاعلان کہتے تھے کہ مکہ و مدینہ میں جو حقیقتیں تھیں وہ منتقل ہو کر لواری میں آکر جمع ہوئی ہیں اور مکہ و مدینہ میں فقط در و دیوار رہ گئے ہیں۔ ۱۸۔ وہی راوی کہتا ہے کہ پیر صاحب کے مرید علی العموم اس مصنوعی زمزم کے پانی سے بوتلیں بھر کر بطور تبرک اپنے ساتھ لے جاتے تھے۔ ۱۹۔ ایک بدعت کو اس جماعت نے اپنے لئے بطور مذہبی نشان کے مقرر کیا ہے جس کی وجہ سے وہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین کے نام لیوا مسلمانوں سے الگ تھلگ اور ممتاز دیکھنے میں آتے ہیں۔ وہ بدعت یہ ہے کہ لواری کے پجاری اپنی مساجد اور مکانات میں ایک عَلَم یعنی جھنڈا نصب کرتے ہیں جس کو "لوائے کُلّ" کہتے ہیں۔ اس لوائے کلّ کی وہ لوگ بے حد تعظیم کرتے ہیں۔ ۲۰۔ یہی ثقہ راوی اپنے ساتھ ایک چھوٹی دفتری بھی لایا ہے جس پر سنہری کاغذ چڑھے ہوئے ہیں اس پر لفظ "کُلّ" (قرینہ) اور "لواری شریف حج مبارک" لکھے ہوئے ہیں۔ اس کاغذی دفتری کو یہ لوگ بطور تبرک اپنے دین و ایمان کی خاص نشانی اور "لوائے کُلّ" اور حج کی یادگار سمجھ کر سر آنکھوں پر رکھتے اور چومتے ہیں۔ ۲۱۔ یہ گمراہ جماعت اور پیر صاحب لفظ "کُلّ" کو ایسا مقدس اور پاک جانتے ہیں جو ہر قسم کی خط و کتابت میں بجائے بسم اللہ کے فقط لفظ "کُلّ" کو بطور مذہبی نشان کے لکھتے رہتے ہیں جس طرح ہندو لفظ "اوم" لکھتے ہیں۔

غرضیکہ جب برصغیر کے مسلمانوں کے سامنے علمائے حق نے یہ خرافات اور بے ہودگیاں پیش کیں تو پورے ملک میں ایک ہیجان برپا ہو گیا۔ جو کہ ایک فطری بات تھی۔ آخر کار دس سال کی متحدہ کوششوں کے بعد ۹ جنوری ۱۹۳۹ء کو حکومت سندھ نے اعلان کیا کہ:-

"حج لواری بند کر دیا گیا"

اس ظلی، بروزی اور مصنوعی حج کو بند کئے جانے سے متعلق سندھ گورنمنٹ کی طرف سے حسب ذیل امتناعی احکامات کا اعلان ہوا۔

ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کا حکم

آرڈر زیر دفعہ ۳۴ - ڈسٹرکٹ پولیس ایکٹ، ۱۸۹۰ء

مجھے ایسا معلوم ہوا ہے کہ ۳۰ یا ۳۱ جنوری کو بمقام موضع لواری ضلع حیدرآباد (سندھ) لواری کے میلہ پر جو عام طور پر لواری کے حج کے نام سے موسوم ہے، نقص امن یا بہت بڑے فساد کا امکان ہے۔ بدین۔ نینده نسیبر۔ کدھان یا کسی اور جگہ سے لواری جانے کے تمام راستے ایک مہینے تک (۱۰ جنوری ۱۹۳۹ء تا ۱۰ فروری ۱۹۳۹ء) بند کئے جاتے ہیں۔ اس لئے پبلک کا کوئی بھی فرد جو لواری جانا چاہے مجھ سے اجازت نامہ حاصل کئے بغیر نہیں جا سکتا۔ مزید برآں یہ بھی تنبیہ کی جاتی ہے کہ لواری کے مقام پر کورٹ (قلعہ) کے باہر کا میدان بھی ان تاریخوں میں پبلک کے لئے بند کیا جاتا ہے۔

میرے دستخط اور عدالت کی مہر سے جاری ہوا۔

۱۱ جنوری ۱۹۳۹ء

یو۔ ایم۔ میسر چنڈانی
ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ۔ حیدرآباد

حکومت کا حکم

آرڈر زیر دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری

ضلع حیدرآباد سندھ کی عام پبلک کے نام

مجھے بتایا گیا ہے کہ تمام مسلمان بالخصوص مریدان پیر لواری کے مقام پر اس سال خصوصاً ۶ تاریخ سے ۱۰ تاریخ تک ذوالحجہ ۱۳۵۷ھ ایک میلہ منعقد کرنے والے ہیں۔ اور ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اس حج کے میلہ پر پیر لواری اپنے مریدوں اور عام مسلمانوں پر یہ اثر ڈالتا ہے کہ یہ حج وہی درجہ رکھتا ہے جو مکہ معظمہ کے حج کا ہے۔ اور یہ مندرجہ ذیل طریقے سے کیا جاتا ہے۔

۱۔ لواری حج کی وہی تاریخ مقرر کی گئی ہے جو مکہ معظمہ میں اصل حج کی ہے۔

۲۔ لواری کے مقام پر جانے والوں کو "حاجی" پکارنے کی اجازت دے کر ان کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔ اور یہ لقب ان لوگوں کا ہے جو مکہ مکرمہ کا حج کرنے جاتے ہیں۔

۳۔ لواری کے قبرستان کو "جنت البقیع" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اور یہ اس قبرستان کا نام ہے جو مدینہ منورہ میں ہے۔

۴۔ لواری کے کنوئیں کو مکہ معظمہ کے چشمے کی طرح "آبِ زمزم" کہا جاتا ہے۔

۵۔ اس مقام پر جہاں نماز ادا کی جاتی ہے اور میلہ منعقد کیا جاتا ہے، داخلے کے لیئے جو بڑا دروازہ ہے اس کو "باب السلام" کہا جاتا ہے۔ یہ مکہ معظمہ میں کعبۃ اللہ کے دروازوں میں ایک دروازے کا نام ہے۔

۶۔ ایک عام خطبہ پڑھا جاتا ہے جس کو خطبۂ حج کہتے ہیں۔ اس خطبہ میں لواری پیر کے جدِ امجد کو سلطان الانبیاء مظہرِ ذاتِ خدا کہا جاتا ہے۔

۷۔ پوسٹر لگائے جاتے ہیں جن میں واضح کیا جاتا ہے کہ خطبہ ٹھیک دو بجے دن کے پڑھا جائے گا۔ بعینہٖ یہ وہی وقت ہے جب کہ مکہ معظمہ میں "خطبۂ حج" پڑھا جاتا ہے۔

مندرجہ بالا میلہ یا حج یا جلوس کے لیئے تم عام مسلمان لواری اور پیر لواری کے معتقد لواری کے مقام پر جمع ہونے والے ہو اور جب کہ لواری کا یہ میلہ مذہبی اعتقاد کے برخلاف ہے اور عام مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کرنے والا ہے۔ اور اس سے سخت ترین فساد پیدا ہونے کا امکان ہے۔ اس لیئے میں اس حکم کے ذریعے تم کو حکم دیتا ہوں کہ اس میلہ یا جلوس یا اجتماع میں ۱۴ جنوری سے ۱۰ فروری ۱۹۳۹ء تک کوئی حصہ نہ لے۔

۱۴ جنوری ۱۹۳۹ء　　میرے دستخط اور عدالت کی مہر سے جاری کیا گیا

دستخط　یو۔ ایم۔ میسر چنڈانی

ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ حیدرآباد (سندھ)

لواری میں مصنوعی، ظلی، بروزی، نقلی حج اور جماعت لواری کے گمراہ کن عقائد و نظریات کے متعلق اگر مزید تفصیلات درکار ہوں تو مندرجہ ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

۱۔ رسالہ توحید ماہ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ۔ مولانا دین محمد وفائی مرحوم

۲۔ کلمۃ الحق (جماعت لواری کے عقائد باطلہ اور مصنوعی حج کی تحقیق و تردید) ۱۳۵۳ھ مولانا محمد صادق مرحوم کھڈہ والے

۳۔ شرح قصیدہ متبرکہ در شان حضرت سلطان الاولیاء (مطبوعہ دبدبہ حیدری پریس کراچی)

۴۔ خاکسار تحریک کی سولہ سالہ جد و جہد

مؤتمر المصنفین دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع پشاور (پاکستان)
آج ہی طلب فرمائیں
روسی الحاد
۴۸۵